مذاکرۂ علمیہ

شیخ الحدیث مولانا عبد المالک☆

تبلیغ دین کے لئے تصویر وویڈیو کا حکم

دوستوں نے اب تک جو گفتگو کی ہے، ماشاء اللہ پورے اخلاص اور پوری تیاری سے اُنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ میں اس اہم مجلس کے انعقاد پر ملی مجلس شرعی کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں میری مختصر گزارشات حسبِ ذیل ہیں:

۱۹۸۳ء میں جماعتِ اسلامی میں اس موضوع پر اختلاف ہوا اور ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۱ء تک ہم نے وقتاً فوقتاً اس موضوع پر مباحثے منعقد کیے اور تحقیق کی جس کے نتیجے میں ہماری ایک ٹیم بنی، مولانا محمد جان عباسی اس ٹیم کے سربراہ تھے۔ اس کمیٹی میں میرے علاوہ مرحوم بزرگ مولانا خلیل احمد حامدی، شیخ القرآن مولانا گوہر رحمٰن اور مولانا ملک غلام علی جیسے علمائے کرام بھی اس کمیٹی میں شامل تھے۔ ہم نے اس مسئلے پر پوری تحقیق کی اور اس کے بعد ہماری کمیٹی نے جس فیصلہ کا اعلان کیا، اس کو لکھنے کی سعادت بھی میرے حصہ میں آئی، جس پر ہم سب دوستوں نے دستخط کیے تھے۔

اپنی بحث وتحقیق میں ہم نے جملہ احادیث، ان کی تخریج اور علما وفقہا کے اقوال کی تحقیق کی۔ اس میں «رقمًا في الثوب» اور گڑیوں کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا، اور ان سب پر ہم نے اچھے طریقے سے بحث کرتے ہوئے غور وفکر کے تمام مراحل طے کئے۔

اس سارے تحقیقی عمل میں ہمیں تصویر سازی کے بارے میں ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی جس میں نبی کریم ﷺ نے تصویر سازی کی اجازت دی ہو۔ چنانچہ تصویر سازی کی حد تک شریعت کی حرمت بالکل واضح ہے۔ جہاں تک تصویر کے استعمال کا تعلق ہے تو اس کے استعمال کی بعض صورتوں میں، ان کے سر کاٹ کر استعمال کیا جائے یا پھر تکیے کے طور پر استعمال کیا جائے، اس کی گنجائش کی تفصیلات ہمیں ضرور میسر آئیں۔ ان ساری صورتوں پر

☆ مہتمم مرکز علوم اسلامیہ، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

چونکہ ہم بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں، اس لئے اب میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا۔

فوٹوگرافی

اپنی بحث اوراس کا ہم نے جو خلاصہ نکالا، وہ سب ایک کتابچے کی شکل میں محفوظ کردیا گیا، اس کتابچے کو ہمارے دوست مولانا گوہر رحمٰن مرحوم نے مرتب کیا تھا جس کے آخر میں تصویر کے مسئلے پرخلاصہ بھی موجود ہے۔ ہم نے اس وقت تک میسر معلومات اور علماے کرام کی تحقیق کی روشنی میں یہ موقف اختیار کیا تھا۔۱۹۹۱ء میں ہماری کمیٹی نے جو فیصلے دیے، مجھے اُمید ہے کہ اس مجلس کو آج بھی اس سے اتفاق ہوگا کیونکہ جن حضرات کی میں نے گفتگو سنی ہے، ان کی گفتگو کا حاصل بھی تقریباً یہی نکلتا ہے۔وہ فیصلے مندرجہ ذیل ہیں:

① قدِ آدم تصویر کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔کیونکہ چھوٹی تصویر کی جوہم نے اِجازت نکالی، وہ "الضرورات تبيح المحظورات" اور دوسرا قاعدہ "الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامًا أو خاصًا" کے تحت ہے۔ حاجتِ شدیدہ بھی بعض اوقات ضرورت کے درجے کو اختیار کرلیتی ہے۔ تو ہم نے بھی اس موقع پر سوچا کہ پورٹریٹ کی حاجتِ شدیدہ نہیں ہے۔ ابھی یہاں بحث چل رہی تھی کہ بڑی بڑی شخصیات کی قدآور تصویریں لگائی جاتی ہیں اور لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔میری نظر میں ایسا بالکل نہیں ہونا چاہیے۔

② تصویری بیج، سینے پر تصویر والے بیج لگانا وغیرہ بھی نہیں ہونے چاہئیں اوراس کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

③ تصویریں فروخت نہیں کی جائیں گی،اس کی بھی کوئی حاجت نہیں ہے کہ اس کو کاروبار بنایا جائے اور کوئی تصاویر کی فروخت یا دکان کھولے، یہ امر بھی ناجائز ہے۔

④ خواتین کی فوٹو یا تصویر نہیں بنائی جائے گی، کیونکہ اس کی بھی حاجت نہیں ہے۔

⑤ تصویری نمائش نہیں ہوگی۔

اخبارات میں تصاویر پر سکوت

البتہ اخبارات کے اندر جو تصویریں چھپتی ہیں، جلسے جلوسوں اور اجتماعات کے جو پروگرام اوران کی تصویریں چھپتی ہیں، ان کو ہم نے نفی یا اثبات ہر دو پہلو کے اعتبار سے نہیں چھیڑا۔ نہ تو

ان کی نفی کی اور نہ ہی ان کا اثبات کیا، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی حاجت شدید ہے اور ہم نے یہی سمجھا ہے۔

ابھی یہاں ایک دوست نے بات کی تھی کہ پوری دنیا کے اندر اب نیک لوگوں کی تصویریں بھی اُخبارات میں چھپتی ہیں۔ اور یہ ہماری حاجت بھی ہے کہ یک طرفہ طور پر دین سے وابستہ لوگوں کو ذرائع ابلاغ سے آؤٹ نہیں ہونا چاہیے۔ ہم آؤٹ ہوجائیں، اخبارات اور رسالوں میں بھی ہمارا کوئی تعارف نہ ہو، ٹی وی میں بھی ہمارا کوئی تعارف نہ ہو، جہاں تک بے دین لوگ ہیں تو ان کو ان ذرائع ابلاغ سے خارج کرنا تو ہمارے اختیار میں نہیں اور وہ موجود رہیں گے۔ لہٰذا ہم نے کہا کہ ہمیں یکطرفہ طور پر آؤٹ نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن حکمت کے تحت اخبارات میں اجتماعات وغیرہ کی تصاویر کی اشاعت کے مسئلے کو ہم نے چھیڑا ہی نہیں۔

یہ تو ہوا تصویروں کا مسئلہ! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم حاجتِ شدیدہ یا ضرورت کی بنیاد پر ایسی اشیا جن کی حاجت نہیں ہے، ان کی ممانعت کردیں اور یہاں سے ممانعت کی ایک قرارداد پاس کردیں تو اس کے بالمقابل تصویر کے جواز کو بھی کھینچ تان کر ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس کی بھی کوئی حاجت نہیں کہ ہم یہاں پر بیٹھ کر اس کے جواز کے دلائل ڈھونڈتے پھریں۔ چونکہ بقدرِ ضرورت اور بقدرِ حاجت تو جو چیز چل رہی ہے، اس پر علماے کرام کا بھی کوئی شدید ردّ عمل نہیں ہے۔ یعنی اخبار میں اگر آپ کی تصویر چھپتی ہے تو علما بھی اس پر نکیر نہیں کرتے، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اور باقی پورٹریٹ وغیرہ چونکہ ہماری ضرورت نہیں ہے بلکہ اس میں شرعی نقصان بھی ہے جیسا کہ یہاں مختلف اہل علم بیان فرما چکے ہیں۔

ٹی وی پر آنا اور ویڈیو بنوانا؟

جہاں تک ٹی وی کا مسئلہ ہے، اس سلسلے میں بہت پہلے سے ہماری رائے یہی تھی کہ ٹی وی وغیرہ کی مثال اسلحہ اور ذریعہ و وسیلہ کی ہے۔ اس کو نیکی کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور بدی کے لیے بھی۔ اس کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہونا چاہیے کہ اسے بدی کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ فحاشی وعریانی اور بے دینی کی اشاعت کے لیے اس کو استعمال نہ کیا جائے، البتہ نیک کاموں کے استعمال کے لیے اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ ٹی وی کی تصویر 'جامد تصویر' نہیں ہے بلکہ یہ پرچھائیں ہیں۔ اس کی ریل پر تصویر کسی کو نظر نہیں آتی۔ یہی صورتحال ویڈیو کی بھی ہے کہ جس طرح براہِ راست ٹی وی سے حرمین شریفین کو نشر کیا جاتا ہے اور بعض اوقات اس کی ویڈیو وغیرہ بنا کر پیش کی جاتی ہے۔ ٹی وی اور ویڈیو میں مآل (انجام کار) کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے اور مآل کے لحاظ سے دونوں میں کوئی چیز دیکھنے کو نہ ملے گی، جامد تصویر تو ہے نہیں، ایسے ہی ریل پر بھی تصویر موجود نہیں ہے کہ اس بنا پر اس کو حرام کہا جاسکے، اس بنا پر ٹی وی اور ویڈیو کا حکم الگ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ مولانا تقی عثمانی صاحب نے کہا اور مولانا رفیع عثمانی صاحب سے بھی ایک بار ہماری بحث ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ اس میں ہمیں تردّد ہے۔ جو تصویر ٹی وی پر براہِ راست نشر ہوتی ہے، وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو براہِ راست نشر نہیں ہوتی بلکہ اس کی فلم بنائی جاتی ہے تو اس میں ہمیں تردّد ہے۔ تو میں نے کہا کہ اس میں آپ کو کس بنیاد پر تردّد ہے؟ دیکھنے میں تو اس ریل پر بھی کوئی تصویر نظر نہیں آتی، نہ ویڈیو فلم میں اور نہ براہِ راست، جہاں تک آپ اس کو نشر کریں گے، اس میں کسی تصویر کا کوئی کام نہیں۔

الغرض میری رائے میں براہِ راست نشر کرنا اُسی طرح ہے جس طرح فلم بنانا۔ فلم بندی کا مآل بھی وہی ہے اور براہِ راست نشر کرنے کا بھی وہی۔ براہِ راست کے تو اکثر لوگ قائل ہیں اور جو لوگ براہِ راست کے قائل ہیں تو اُنہیں ویڈیو فلم کا بھی قائل ہونا چاہیے کیونکہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے...... لہٰذا یہ مسئلہ تو بالکل آسان ہے۔

لہٰذا ٹی وی میں علما کو جانا اور پروگراموں میں پیش ہونا چاہیے۔ میں نے اپنی بحث کے موقع پر الحاجة تنزل منزلة الضرورة کی ایک مثال بھی پیش کی تھی۔ البدایہ والنہایہ میں یہ واقعہ ہے کہ جنگِ قادسیہ میں جس وقت صحابہ کرامؓ جنگ کو نکلے تو آگے سے ایرانی لشکر ہاتھی لے کر آگیا۔ صحابہؓ کے پاس گھوڑے تھے جو ہاتھیوں سے بدکتے اور آگے نہیں جا سکتے تھے۔ اس مشکل کو حل کرنے اور گھوڑوں کو ہاتھیوں سے مانوس کرنے کے لئے ہاتھی کی ایک فرضی مورتی بنائی گئی اور اس کے سامنے گھوڑوں کو لا کر اس سے مانوس کیا گیا۔ جب گھوڑے مانوس ہوگئے تو اس کے بعد جنگ میں بدکنے کی بجائے گھوڑوں نے بڑی اچھی طرح مقابلہ کیا۔ نتیجتاً صحابہ کرام کو فتح حاصل ہوئی۔ جنگِ قادسیہ میں ہاتھی کی مورتی بنانا بھی ایک دینی مصلحت ہے، اب مورتی بنانا تو اسلام میں جائز نہیں لیکن مورتی اس وقت اسی ضرورت کے

تحت بنائی گئی کہ گھوڑوں کو مانوس کیا جائے تا کہ جنگ میں مقابلہ کرنا ممکن ہوسکے۔

اس وقت اگر ہم یکطرفہ طور پر اپنے آپ کو آؤٹ کرلیں اور بیان ہی نہ کریں، اس میدان میں ہم جائیں ہی نہ اور دوسرے اس میں من مانی سے جو مرضی دین کی تشریح کرکے حلیہ بگاڑتے رہیں اور ہم ذرائع ابلاغ سے مطلقاً آؤٹ ہوجائیں تو یہ دینی مصلحت کے خلاف ہے۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ غلبۂ اسلام ہو اور دین کو قائم کرتے ہوئے باطل نظام کو نیست و نابود کیا جائے۔ اصل مقصود تو یہی ہے جس کی خاطر وقتی طور پر اس طرح کی چیز کا ارتکاب کیا جائے یعنی مورتی کو مورتی کی حیثیت سے نہیں بلکہ کسی اور مقصد کے لیے گوارا کیا جائے تو پھر اس میں خیر ہے۔ یہی میری گفتگو کا خلاصہ اور حاصل ہے۔

جس طرح ابھی بعض اہل علم نے کہا ہے کہ پیروں کی بڑی بڑی تصویریں بنائی جارہی اور ان کی تعظیم کی جارہی ہے تو اگر ہم پورٹریٹ کو منع کردیں گے تو مسئلہ حل ہوجائے گا۔ البتہ ایسا نہیں کیا جاسکتا کہ پیر صاحب کی تصویر تو نہ بنائی جائے، دوسروں کی بے شک بنائی جاتی رہے۔ ایسی تفریق کس بنا پر ہوسکے گی؟ اس کے بجائے یہ موقف زیادہ مناسب ہے کہ کہا جائے: جس کی حاجت نہیں، اس کی نفی کردی جائے مثلاً عورتوں کی تصویروں کی آپ نفی کردیں، بیج لگانے کو آپ منع کردیں، اس طرح جس جس چیز کا آپ ممنوع اور بے فائدہ سمجھتے ہیں، باقی چیزوں کو آپ مت چھیڑیں۔ ویسے بھی ہورہی ہیں، کوئی نکیر بھی نہیں کررہا، پبلک بھی نہیں کررہی، علما بھی نہیں کررہے، علمائے کرام بھی اخبارات میں شامل ہورہے ہیں اور دینی حاجت پوری ہو رہی ہے۔ آپ اگر اس کو نہیں چھیڑیں گے اور کرتے جائیں گے تو پھر ٹھیک ہے۔

اور جہاں تک آپ نے سوات اور وزیرستان وغیرہ کے لوگوں کی مثال دی ہے کہ وہ ہر قسم کی تصویروں اور ویڈیوز کو ختم کررہے ہیں، تو میری رائے میں ان کا بلاتفریق یہ عمل دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ہے، ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ یہ ذرائع ابلاغ ہماری ضرورت اور ہماری مصلحت ہیں، جہاں تک ایسی فلموں کا تعلق ہے جن میں عریانی اور فحاشی ہے تو ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے سے ختم کرنا چاہیے، نہ کہ مار دھاڑ کے ذریعے۔

میری گفتگو کا خلاصہ یہی ہے۔ اب جماعتِ اسلامی کے اندر یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے، پہلے تھا، لیکن اب ہم ایک واضح موقف اپنا چکے ہیں۔

ملّی مجلس شرعی

کنوینر: مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی

اسلامی مقاصد کے لیے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال جائز ہے!

سارے مسالک کے علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ

ملی مجلس شرعی کے زیر اہتمام ۱۳؍اپریل ۲۰۰۸ء کو سارے مسالک کے علماے کرام کا ایک اجتماع جامعہ اسلامیہ نزد ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں تصویر کی شرعی حیثیت کے پس منظر میں الیکٹرانک میڈیا کے اسلامی مقاصد کے لیے استعمال پر بحث ہوئی اور خصوصاً یہ مسئلہ زیرغور آیا کہ علماے کرام کو ٹی وی کے دینی پروگراموں میں حصہ لینا چاہیے یا نہیں؟ اور ایسے ٹی وی پروگرام تیار کرنا جائز ہے یا نہیں جن میں شرعی ممنوعات سے اجتناب کیا گیا ہو؟

اجلاس دن بھر جاری رہا، جس میں مختلف شہروں: ملتان، سرگودھا، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور لاہور کے سرکردہ علماء نے بحث میں حصہ لیا۔ اجلاس کے آخر میں متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی گئی کہ دعوت واصلاح اور اسلامی مقاصد کے حصول خصوصاً اسلام کے دفاع اور دین مخالف پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لیے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال جائز ہے، خواہ یہ اِکراہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس فیصلے پر جن سرکردہ علماء کرام نے دستخط کیے، ان میں سے چند اہم یہ ہیں:

مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی	مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی
مولانا حافظ فضل الرحیم، جامعہ اشرفیہ	مولانا عبدالمالک، منصورہ
مولانا مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری، لاہور	مولانا رشید میاں تھانوی، جامعہ مدنیہ لاہور
مولانا حافظ صلاح الدین یوسف	مولانا عبدالعزیز علوی، فیصل آباد
مولانا مفتی شیر محمد خان، بھیرہ	مولانا مفتی محمد خان قادری
مفتی محمد حفیظ اللہ نقشبندی، ملتان	مولانا غلام حسین، ملتان
مولانا مفتی محمد طاہر مسعود، سرگودھا	مولانا حافظ حسن مدنی، محدث لاہور

ڈاکٹر محمد امین رابطہ سیکرٹری